عالم اسلام کے خلاف امریکہ کی منصوبہ بندی

امریکہ کی قومی سلامتی کونسل کا منظور کردہ پروگرام جو ۲۹ مارچ ۹۱ء کو وائس آف امریکہ سے نشر ہوا' قومی اسمبلی آف پاکستان کے رکن ڈاکٹر نور محمد غفاری نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اور روزنامہ لاہور نے ۲۵ جولائی ۹۲ء کو شائع کیا۔

(۱) مستقبل میں قیام امن کے نظام اور دیگر ممالک مثلاً" فرانس' برطانیہ' اٹلی اور روس کو شامل کیا جانا چاہیے۔ (۲) ایران اور ترکی ایسے غیر عربی ممالک کو ان ممالک کے ساتھ مل کر کام کرنے کے لیے تیار کیا جانا چاہیے جنھوں نے ہمارے ساتھ مل کر عراق کے خلاف جنگ لڑی مثلاً" خلیجی ریاستیں مصر' شام اور مراکش۔ (۳) ایران اور عراق میں ہونے والے واقعات کے پیش نظر ہماری مستقبل میں سیاست یہ ہوگی کہ ایک ایسی فوج تیار کی جائے یا موجود رکھی جائے جو کسی بھی دوسری فوجی طاقت کا مقابلہ کر سکے۔ اس طرح اس منطقہ (مشرق وسطیٰ) میں طاقت کا توازن بھی قائم ہو جائے گا لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو گا کہ کسی عرب ریاست یا ترکی یا ایران یا ایتھوپیا (حبشہ) کو (علاقہ کا پولیس مین بنا کر یہ اجازت بھی دی جائے کہ وہ) امریکی مفادات کے لیے خطرہ بن سکے۔ (۴) خلیجی ریاستوں کی دفاعی طاقت (نہ کہ جنگی صلاحیت) کو بہتر بنایا جائے اور یہاں فوجی خدمات کو لازمی بنایا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ملحوظ رکھا جائے کہ ان ریاستوں کے ہمسایہ ممالک میں سے کسی کو بھی فوجی اعتبار سے اس قدر طاقتور نہ بننے دیا جائے کہ وہ ان پر حملہ آور ہو سکے۔ (۵) جارحانہ اور مکمل تباہ کن جنگی سازو سامان کی فروخت عربی اور اسلامی ممالک کے لیے بند کر دی جائے۔ (۶) اگر کسی خاص ضرورت کے تحت اس (مذکورہ بالا) قسم کا اسلحہ ان ممالک کو فروخت کرنا ہی پڑے تو درج ذیل امور کو مد نظر رکھنا ہو گا۔ ا۔ ایسا اسلحہ زیادہ مقدار میں نہ دیا جائے۔ ۲۔ اس قسم کا اسلحہ نہ دیا جائے جو تیزی کے ساتھ حرکت میں لایا جا سکے یا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جا سکے۔ ۳۔ فاضل پرزہ جات پوری مقدار میں نہ دیے جائیں۔ ۴۔ اس اسلحہ کا سودا پانچ عرب ریاستوں (غالباً" سعودی عرب' عرب امارات' شام' مصر اور مراکش) کی نگرانی میں کیا جائے۔ ۵۔ بعض مخصوص اقسام کا اسلحہ فروخت نہ کیا جائے بلکہ کرایہ پر دیا جائے۔

(۷) شام' مصر اور بعض دوسری چھوٹی غیر عرب ریاستوں مثلاً" ایران' ترکی اور ایتھوپیا کی معمولی نمائندگی کے اشتراک سے ایک امن فوج تیار کی جائے۔ (۸) خلیجی ریاستوں کی دولت جو ان پر حملوں کا سبب بنی ہوئی ہے کی مناسب تقسیم ایک بینک برائے تعمیر کے ذریعے عمل میں لائی جائے گی مگر اس بینک کی اصل پالیسی امریکہ' برطانیہ اور فرانس وضع کریں گے۔ اس بینک کی نمایاں ترجیحات یہ ہوں گی۔ ا۔ مشترکہ امن فوج کا کنٹرول سنبھالنا ۲۔ ایسے ممالک میں بڑے منصوبوں کی تعمیرو تکمیل کے لیے فنڈ مہیا کرنا جو (مذکورہ بالا) مشترکہ فوج کے معاون ہوں مثلاً" شام۔ ۳۔ اسی طرح ان بعض غیر عرب ممالک میں ایسے منصوبوں کی تکمیل کے لیے فنڈز مہیا کرنا جو اس منطقہ میں امن کے لیے بڑا رول ادا کر سکتے ہیں مثلاً" ایران' ترکی اور حبشہ۔ ۴۔ بعض غیر اہم اور غریب حکومتوں مثلاً" یمن' تیونس اور سوڈان کی مالی معاونت کرنا البتہ ان حکومتوں کی اس طرح مدد کرتے وقت ان باتوں کو زیر غور رکھنا ہو گا۔ (الف) یہ مالی مدد صرف معمولی قسم کی تعمیرو ترقی کے لیے ہو (ب) اس کے بدلے ان سے مضبوط تعلقات کی استواری کی توقع کرنا (ج) اس مالی مدد کا مقصد ان حکومتوں سے امریکی پالیسی کی ہمنوائی کرانا ہو گا۔

(۹) تمام عرب ملکوں کے ایسے حکومتی نظاموں کو تبدیل کرنا جو امریکی پالیسی سے مطابقت نہ رکھتے ہوں' اس منصوبہ کی بعض تفصیلات یوں ہوں گی۔

الف۔ خلیجی ریاستیں: ان ریاستوں کے حکومتی نظام میں ردوبدل کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ یہ ہمیشہ امریکی پالیسی کی پرجوش حامی رہی ہیں اور رہیں گی۔ ان کے اس حکومتی نظام کو باقی رکھنا ہی امریکی مفادات کا تحفظ ہے۔ البتہ یہ کوششیں جاری رکھی جائیں کہ ان ریاستوں میں زمام اقتدار ایسے افراد کے ہاتھوں میں آئے جو مغرب کے تعلیم یافتہ ہیں اور ایسی کوششیں بھی کی جائیں جن کی بدولت ان ریاستوں کی مذہبی ثقافت کو بدلا جائے۔

ب۔ دیگر ممالک: (۱) شام' شام ک حکمران حافظ الاسد ہمیں قبول ہیں۔ انہیں اس منطقہ میں کام کرنے کا موقع دیا جانا چاہیے۔ شام کو ترقی کے اس مقام پر لے جانا چاہیے جو حافظ الاسد کو اس خطہ کا مرد آہن بنا سکے کیونکہ انہوں نے (عراق کے خلاف جنگ میں) عملاً" ثابت کر دیا کہ ان پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

(۲) مصر' اگرچہ مصر کی موجودہ قیادت نے (امریکی پالیسی کے اتباع میں) صحیح اور قابل قبول رویہ اختیار کیا لیکن یہ حکومت مصری رائے عامہ کو کنٹرول نہیں کر سکتی لہٰذا ہمیں اس کے بارے میں جدید خطوط پر سوچنا ہو گا۔ دراصل جمال عبد الناصر اور انور السادات کے دور میں آزادی رائے پر پہرہ لگا دیا گیا تھا جس کے جمہوریت پر منفی اثرات ظاہر ہوئے۔ ا۔ ضروری ہے کہ مصر میں جمہوریت کو پھلنے پھولنے کا موقع دیا جانا چاہیے تا کہ ہر شخص آزادی کے ساتھ اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھ سکے اور اسلامیین (بنیاد پرستوں) کو راہ سے ہٹانے کا یہی ایک طریقہ ہے۔

(۳) فلسطین اور اسلامی تحریکات' اسلام کے بڑھتے ہوئے اثر و نفوذ کو روکنے اور فلسطین کے قبضہ پر مسلمانوں کے (دینی' اخلاقی اور نفسیاتی) دباؤ کو کم کرنے کے لیے ان خطوط پر عمل پیرا ہونا ہو گا۔

○ مسلمانوں کو ان کے فروعی اختلافات میں الجھا کر ایک دوسرے سے لڑانا تا کہ وہ اپنی طاقت کا آپ مقابلہ کرتے رہیں۔ جیسے مصر کے محمد الغزالی نے اسلام میں عورت کے مقام کے موضوع کو چھیڑ کر باہمی منافرت کی جنگ کو بھڑکایا۔ ○ وہ خلیجی ریاستیں جو اسلامی شریعت کے نظام پر سنجیدگی سے عمل پیرا ہیں یا اس کے نفاذ کے بارے میں غور کر رہی ہیں ان کی حکومت کو تبدیل کرنا۔ جب کوئی حکومت اسلامی شریعت کا نفاذ کرے' اس کے خاتمہ کے لیے پوری کوشش کرنا' مثلاً" سعودی عرب میں شرعی حدود کا نفاذ ہے اس کے لیے ان کے بعض شیوخ کو ورغلانا اور ان کی سرگرمیوں کو معطل کرنا چاہیے۔ اس طرح تمام اسلامی تحریکات اور مظاہر پر کاری ضرب لگانا ضروری ہے۔ ○ جہاں اسلامی ذہن رکھنے والی حکومتوں کے بدلنے سے ایسے شرعی قوانین سے چھٹکارا حاصل ہو جائے گا وہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہو گی کہ وہ علماء اسلام جو رائے عامہ پر اثر انداز ہو سکتے ہیں' ان کے خیالات کی عوام تک رسائی میں رکاوٹیں کھڑی کرنا ہوں گی۔